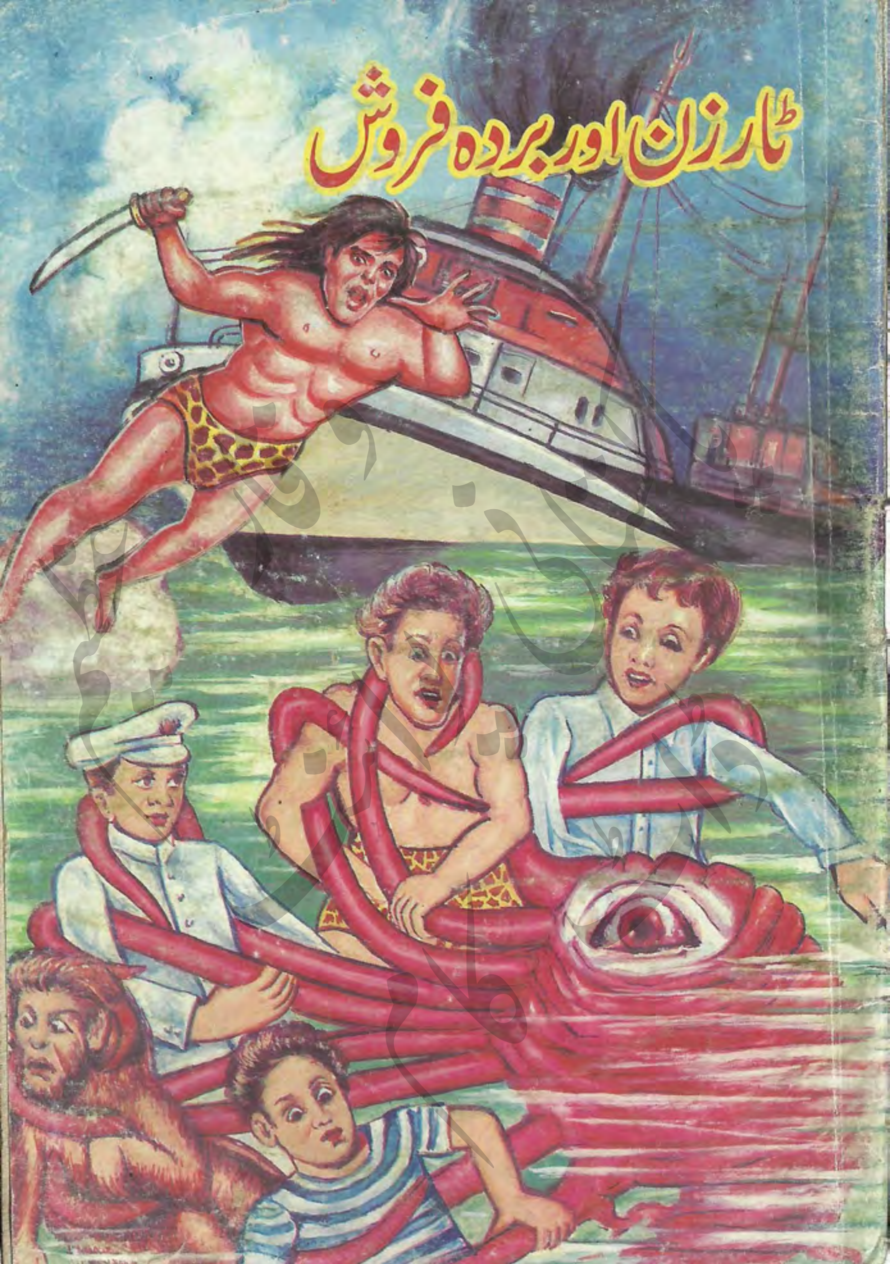
ٹارزن اور بردہ فروش

ننھے منے بچوں کے لئے انتہائی دلچسپ کہانی

ٹارزن اور بردہ فروش

ارشاد حسین

بک لینڈ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

پاکستان ورچوئل لائبریری
عظیم اردو ادبی ویب سائٹ

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ ہیں

ناشران —— ایم یونس انصاری

—— ایم یوسف انصاری

طابع —— سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

قیمت —— -/7 روپے

آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ لگتا تھا کہ ابھی کچھ دیر میں خوب بارش ہو گی۔ ٹھنڈی ہوا نے موسم کو بہت خوشگوار بنا دیا تھا۔ ٹارزن اور منکو ساحل سمندر پر گھوم رہے تھے۔ ٹارزن موسم سے لطف اندوز ہو رہا تھا جبکہ منکو موسم سے خوفزدہ تھا۔ جب بھی تیز بارش یا آندھی آتی تو منکو خوفزدہ ہو جاتا تھا البتہ ٹارزن کو بارش بہت پسند تھی۔

" سردار۔ کچھ ہی دیر میں بارش ہونے والی ہے۔ کیا خیال ہے واپس نہ چلا جائے"۔ کچھ دیر تک ساحل کی ریت پر گھومنے کے بعد منکو نے اپنے دل کی بات ٹارزن سے کہہ دی۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں آج سمندر کی سیر کرنی

چاہیئے"۔ ٹارزن نے کہا۔

"سمندر کی سیر اور اس موسم میں"۔ منکو نے کہا۔ اسے اپنا دم نکلتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

"ہاں۔ بہت مزہ آئے گا۔ آؤ"۔ ٹارزن نے کہا اور اس طرف بڑھنے لگا جدھر ان کی کشتی ایک بہت بڑے پتھر کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ سمندر کے کنارے یہ بہت بڑا پتھر نجانے کتنے سالوں سے پڑا تھا۔ ٹارزن نے جب سے ہوش سنبھالا تھا اس نے اس پتھر کو اسی جگہ دیکھا تھا۔ پھر جب وہ جوان ہوا تو اس نے ایک بڑی سی کشتی بنا کر اس پتھر سے باندھ دی جس پر وہ مختلف جزیروں پر جاتا تھا۔

کشتی کے قریب پہنچ کر ٹارزن نے پتھر سے بندھی ہوئی کشتی کھولی اور اس میں سوار ہو گیا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی منکو کشتی میں بیٹھ گیا تھا مگر اس کے چہرے سے ایسے لگ رہا تھا جیسے اسے اپنے مرنے کا یقین ہو گیا ہو۔ اس کے کشتی میں بیٹھنے کے بعد ٹارزن نے کشتی کو سمندر میں دھکیل دیا اور پھر چپو چلانے لگا۔ کچھ ہی دیر میں وہ کھلے سمندر میں آ گیا۔ جیسے ہی وہ کھلے

سمندر میں آئے بارش بھی شروع ہو گئی۔ پھر بارش آہستہ آہستہ تیز ہوتی گئی۔ بارش کے ساتھ ساتھ ہوا بھی تیز ہو رہی تھی۔

"سردار۔ اب واپس چلو۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے"۔ منکو نے کانپتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ چلتے ہیں واپس"۔ ٹارزن نے کہا کیونکہ اسے تو اس وقت مزہ آ رہا تھا۔ سمندر کی لہریں اب بلند ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ ان میں طغیانی آ رہی تھی۔

"سردار۔ سمندر میں طوفان آ رہا ہے"۔ منکو نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم کیوں گھبرا رہے ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں نا"۔ ٹارزن نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ٹارزن کے ساتھ ہوتے ہوئے وہ مطمئن تو رہتا تھا لیکن طوفان کے فطری خوف کو تو وہ کم نہیں کر سکتا تھا۔ وہ تو معمولی سی جھیل سے بھی ڈر جاتا تھا جبکہ اس وقت تو وہ سمندر میں تھا۔ اگر ٹارزن کی کشتی الٹ جاتی تو سمندر نے اسے نگل جانا تھا۔ ہر جاندار کی طرح اسے

بھی مرنے سے بہت ڈر لگتا تھا۔ وہ کسی بھی صورت میں مرنا نہیں چاہتا تھا۔

اب سمندر میں طغیانی بڑھ گئی تھی۔ ان کی کشتی بری طرح ڈول رہی تھی۔ چپو چلانا اب بیکار تھا اس لئے ٹارزن نے چپو چھوڑ دیئے ۔ اسی لمحے ٹارزن کو سمندر میں دور ایک بحری جہاز دکھائی دیا۔ بحری جہاز ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسی لمحے ایک بلند ترین لہر نے ٹارزن کی کشتی کو ٹکر ماری۔ یہ ٹکر اتنی زور دار تھی کہ ٹارزن اور منکو سنبھل نہ پائے اور وہ دونوں اچھل کر سمندر کے پانی میں جا گرے۔

ٹارزن بہت گہرائی تک چلا گیا تھا۔ پھر جو وہ پانی کی سطح پر آیا تو اسے بچوں کی چیخوں کی آواز سنائی دی۔ اس نے اپنا سر پانی سے باہر نکال کر دیکھا تو چار بچے اور منکو آکٹوپس کی شاخوں میں پھنسے ہوئے تھے اور چیخ رہے تھے۔ ان میں سے ایک بچے نے کیپ پہنی ہوئی تھی۔ سمندر کی بلند ترین لہر نے بحری جہاز کو بھی زور دار جھٹکا دیا تھا۔ یہ چاروں بچے عرشے پر کھڑے سمندر میں دیکھ رہے تھے۔ اس جھٹکے سے وہ پانی

میں آ گرے اور آکٹوپس نے انہیں اپنی شاخوں میں جکڑ لیا تھا۔ منکو بھی جیسے ہی کشتی سے الٹ کر سمندر میں گرا وہ بھی آکٹوپس کے شکنجے میں آ پھنسا تھا۔

کشتی میں بیٹھے ہوئے جب کشتی بری طرح ہچکولے کھانے لگی تھی اور چپو چلانے مشکل ہو گئے تھے تو ٹارزن نے چپو چھوڑ دیئے تھے اور کشتی میں رکھی ہوئی تلوار اپنی حفاظت کے لئے ہاتھ میں لے لی تھی کیونکہ بپھرے ہوئے سمندر میں کوئی بھی سمندری مخلوق اس پر حملہ کر سکتی تھی۔ پھر چند لمحوں بعد ایک بلند ترین لہر نے اس کی کشتی کو ٹکر ماری جس سے وہ اور منکو سمندر میں گر گئے تھے۔

تلوار اب تک ٹارزن کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے جہاز کو ان بچوں سے دور ہوتے دیکھا۔ بچے مدد کے لئے شور مچا رہے تھے۔ شاید جہاز والوں تک ان بچوں کی آوازیں نہیں جا رہی تھیں کیونکہ جہاز بدستور دور ہوتا جا رہا تھا۔ ٹارزن کے لئے اب وقت نہیں تھا کہ وہ جہاز والوں کو آواز دیتا۔ اگر وہ جہاز والوں کے پیچھے جاتا تو اتنی دیر میں آکٹوپس نے بچوں کو ہلاک کر دینا

تھا لہذا ٹارزن پانی میں اوپر اچھلا اور چھلانگ لگا کر آکٹوپس کے قریب آگیا۔

ٹارزن نے آکٹوپس کے شاخوں نما بازوؤں پر تلوار چلانا شروع کر دی۔ بہت جلد آکٹوپس بری طرح زخمی ہو گیا۔ ٹارزن نے اس کی بہت سی شاخیں کاٹ دی تھیں۔ ایک ایک کر کے چاروں بچے آزاد ہوتے گئے جیسے جیسے بچے آزاد ہوئے ٹارزن نے انہیں اپنے کندھے پر سوار کر لیا۔ سب سے آخر میں منکو آزاد ہوا تھا۔ پھر منکو بھی اس کے کندھے پر سوار ہو گیا تھا۔ ٹارزن نے تلوار کے مزید چند وار کر کے آکٹوپس کو ہلاک کر دیا۔

ٹارزن نے بحری جہاز کی طرف دیکھا۔ بحری جہاز اب نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ بارش اور ہوا اب رک گئی تھی اور سمندر پرسکون ہو چکا تھا۔ ٹارزن کی کشتی بھی نجانے کہاں پہنچ گئی تھی۔ ٹارزن نے اپنا رخ بدلا اور اپنے جنگل کے ساحل کی طرف بڑھنے لگا۔ بچے اور منکو اس قدر خوفزدہ تھے کہ ان سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔ انہوں نے ٹارزن کو گردن اور کندھوں سے

مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔

کافی دیر تک سمندر میں تیرنے کے بعد ٹارزن اپنے جنگل کے قریبی کنارے تک پہنچ گیا۔ کنارے پر آتے ہی منکو نے سکون کا سانس لیا لیکن بچے ابھی تک خوف کی حالت میں تھے۔ ٹارزن نے انہیں اپنے کندھوں سے نیچے اتارا تو وہ ساحل کی ریت پر گر گئے وہ بہت ہی خوفزدہ نظروں سے سمندر، جنگل، ٹارزن اور منکو کو دیکھ رہے تھے۔

" بچو ڈرو نہیں۔ میں تو تمہارا دوست ہوں"۔ ٹارزن نے کہا اور پھر نرمی سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگا تاکہ بچوں کا خوف کم ہو جائے۔

" منکو۔ جاؤ بچوں کے لئے پھل لے کر آؤ"۔ ٹارزن نے منکو سے کہا تو وہ جنگل کی طرف دوڑ گیا۔ ٹارزن اس دوران بچوں کو تسلی دیتا رہا۔ کچھ ہی دیر میں منکو پھل لے کر آگیا۔

" تم تو بہت بہادر بچے ہو۔ لو پھل کھاؤ"۔ ٹارزن نے بچوں سے کہا اور پھر وہ اپنے ہاتھ سے انہیں پھل کھلانے لگا۔ بچوں کا خوف قدرے کم ہو گیا تھا۔ وہ

ٹارزن کے ہاتھوں سے پھل لے کر کھانے لگے۔

" آپ۔ آپ کون ہیں"۔ بچوں کا خوف کم ہوا تو ان میں سے ایک بچے نے ٹارزن سے پوچھا۔

" میں ٹارزن ہوں اور میں بچوں کا دوست ہوں"۔ ٹارزن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹارزن۔ اچھا آپ کہاں رہتے ہیں اور آپ نے پورا لباس کیوں نہیں پہنا اور آپ کی نیکر بھی کپڑے کی نہیں ہے بلکہ کسی جانور کی کھال کی ہے"۔ دوسرے بچے نے ٹارزن سے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

" بیٹا۔ میں جنگلی انسان ہوں اور اس جنگل میں رہتا ہوں۔ ہمارے پاس کپڑا نہیں ہوتا۔ ہم جانوروں کی کھال ہی پہن لیتے ہیں"۔ ٹارزن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو اس بچے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب ان بچوں کا سارا خوف دور ہو گیا تھا اور اب وہ پھل بھی خود ہی اٹھا کر کھا رہے تھے۔

" اچھا۔ تم پیارے پیارے بچوں نے اپنا نام نہیں بتایا"۔ ٹارزن نے ان سے کہا۔

" انکل۔ آپ نے ہم سے نام پوچھا ہی کب ہے"۔

ایک بچے نے کہا تو ٹارزن مسکرانے لگا۔

" واقعی بھئی۔ میں نے تمہارا نام نہیں پوچھا۔ اب پوچھ لیتا ہوں۔ اپنے نام بتاؤ"۔ ٹارزن نے ان سے کہا۔

" میرا نام پرنس ہے۔ یہ شیری ہے۔ یہ ٹیلر ہے اور یہ برین ہے"۔ ایک بچے نے سب کے نام بتاتے ہوئے کہا۔

" انکل۔ ایک بات بتائیں گے"۔ برین نے ٹارزن سے کہا تو ٹارزن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" آپ جنگل میں رہتے ہیں اور جنگل میں خطرناک جانور بھی ہوتے ہیں۔ آپ کو ان جانوروں سے خوف نہیں آتا"۔ برین نے ٹارزن سے پوچھا۔ ٹارزن اس کے معصوم سے سوال پر مسکرانے لگا۔

" جنگل کے تمام جانور شیر، ہاتھی، چیتے وغیرہ سب میرے دوست ہیں۔ میرا کہنا مانتے ہیں۔ آؤ جنگل کے اندر چلتے ہیں۔ میں ان جانوروں سے تمہیں ملواتا ہوں"۔ ٹارزن نے ان سے کہا اور پھر وہ ریت سے اٹھے اور ٹارزن کی جھونپڑی کی طرف چلنے لگے۔

" انکل- یہ بندر بھی آپ کا دوست ہے"- ٹیلر نے ٹارزن سے پوچھا- منکو بھی ان کے ساتھ آ رہا تھا-

" ہاں- یہ میرا دوست ہے اور ہر وقت میرے ساتھ رہتا ہے"- ٹارزن نے جواب دیا-

" انکل- جانور آپ کا کہا کیسے مانتے ہیں- کیا انہیں انسانی زبان آتی ہے"- اس مرتبہ شیری نے پوچھا-

" انہیں انسانی زبان نہیں آتی بلکہ مجھے جانوروں کی زبان آتی ہے- میں ان سے انہی کی زبان میں بات کرتا ہوں"- ٹارزن نے کہا- راستے میں انہیں کئی طرح کے جانور مل رہے تھے- جو بھی جانور ملتا وہ رک کر ٹارزن کو سلام کرتا تھا- بچے بہت شوق سے ان جانوروں کو دیکھ رہے تھے- کچھ دیر بعد وہ ٹارزن کی جھونپڑی میں پہنچ گئے - ٹارزن نے انہیں جھونپڑی میں بچھی ہوئی گھاس پر بٹھا دیا-

" تم اور پھل کھاؤ گے"- ٹارزن نے ان سے پوچھا تو بچوں نے انکار میں سر ہلا دیا-

" اچھا- اب یہ بتاؤ کہ تم سمندر میں کیسے گرے تھے"- ٹارزن نے بچوں سے پوچھا-

" ہم بحری جہاز کے عرشے سے سمندر کو دیکھ رہے تھے کہ بحری جہاز کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور ہم چاروں اچھل کر سمندر میں جا گرے"- پرنس نے ٹارزن سے کہا-

" تم لوگ سمندر میں گر گئے تھے لیکن بحری جہاز نہیں رکا تھا- کیا تمہارے والدین کو تمہارے سمندر میں گرنے کا پتہ ہی نہیں چلا تھا"- ٹارزن نے ان سے پوچھا- ٹارزن کے یہ سوال کرتے ہی ٹیلر نے رونا شروع کر دیا- ٹیلر کے بعد برین بھی رونے لگا اور پھر شیری اور پرنس بھی رونے لگے -

" ارے- ارے- کیا ہو گیا ہے- تم نے ایک دم رونا کیوں شروع کر دیا ہے"- ٹارزن نے انہیں روتے دیکھا تو گھبرا کر کہا- بچے اور زور زور سے رونے لگے -

" سردار- انہیں اپنے ماں باپ یاد آ گئے ہیں"- منکو نے ٹارزن سے کہا-

" ہاں- یہی بات ہے- بچو رونا نہیں- میں تمہیں اس بحری جہاز پر تمہارے ماں باپ کے پاس پہنچا دوں گا"- ٹارزن نے پہلے منکو اور پھر ان بچوں سے

کہا۔

" اس بحری جہاز میں ہمارے ماں باپ نہیں تھے"۔ پرنس نے روتے ہوئے کہا۔

" تمہارے ماں باپ نہیں تھے تو پھر تم کن لوگوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے"۔ پرنس کی بات سن کر ٹارزن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ٹارزن کے ساتھ ساتھ منکو بھی حیران ہو رہا تھا۔

" وہ لوگ بردہ فروش ہیں۔ وہ ہمیں کہیں بیچنے کے لئے لے جا رہے تھے۔ ہمارے علاوہ اس جہاز پر اور بھی بہت سے بچے تھے"۔ پرنس نے بتایا تو ٹارزن اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" بردہ فروش۔ اوہ۔ اوہ"۔ ٹارزن پرنس کی بات سن کر بہت زیادہ حیران رہ گیا۔

" سردار۔ یہ بردہ فروش کون ہوتے ہیں"۔ منکو نے ٹارزن سے پوچھا۔

" مہذب دنیا میں کچھ لوگ انسانوں اور بچوں کو اغوا کرنے کا کام کرتے ہیں اور انہیں بردہ فروش کہا جاتا ہے"۔ ٹارزن نے منکو سے کہا لیکن منکو کو شاید یہ

بات سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

" انسان۔ انسانوں کو اغوا کرتے ہیں۔ لیکن کیوں۔ کیا کرتے ہیں وہ انسانوں کو اغوا کر کے"۔ منکو نے پوچھا۔

" انہیں غلام بناتے ہیں اور پھر ان سے بہت سے کام کرواتے ہیں۔ یہ باتیں شاید تم سمجھ نہیں سکو گے اس لئے اپنے دماغ پر زور مت دو۔ تم جاؤ اور سنہری عقاب کو بلا لاؤ"۔ ٹارزن نے منکو سے کہا۔

" بہت بہتر سردار"۔ منکو نے ٹارزن سے کہا اور چھلانگ لگا کر جھونپڑی سے باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد ایک سنہری عقاب اڑتا ہوا جھونپڑی میں داخل ہوا۔ ٹارزن نے بازو آگے کیا تو سنہری عقاب اس کے بازو پر آ کر بیٹھ گیا۔ اسی وقت منکو بھی واپس جھونپڑی میں آ گیا۔

" میرے لئے کیا حکم ہے سردار"۔ سنہری عقاب نے ٹارزن سے پوچھا۔

" سنہری عقاب۔ تم فوراً سمندر میں جاؤ۔ کچھ دیر پہلے ہمارے ساحل کے قریب سے ایک بحری جہاز گزرا

ہے۔ اس کا رخ شمال کی طرف تھا۔ تم اسے اس سمت میں تلاش کر سکتے ہو۔ وہ تمہیں جہاں نظر آئے تم واپس آ کر بتاؤ"۔ ٹارزن نے سنہری عقاب سے کہا۔

"میں ابھی جاتا ہوں سردار اور اس بحری جہاز کی خبر لاتا ہوں"۔ سنہری عقاب نے ٹارزن سے کہا اور پھر وہ اڑا اور جھونپڑی سے باہر نکل گیا۔ اس کا رخ شمال کی طرف تھا۔ اور رفتار انتہائی تیز تھی۔

بچوں کی چیخوں کی آوازیں جہاز کے عملے نے بھی سن لی تھیں۔ بچے سمندر میں گر چکے تھے لیکن وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ سمندر میں اس وقت طغیانی تھی۔ لہذا انہوں نے بحری جہاز روکنے کی بجائے اپنا سفر جاری رکھا۔ جہاز پر ایک کیپٹن، ایک نائب کیپٹن اور چار جلاد نما انسان تھے جن کے ہاتھ میں کوڑے اور ہولسٹر میں ریوالور تھے۔ ایک ان سب کا انچارج تھا جس کا نام مارشل تھا۔

بچوں کی خرید و فروخت کا کام مارشل کرتا تھا اور باقی لوگ اس کے ملازم تھے۔ بحری جہاز پر تقریباً پچاس کے قریب بچے تھے جنہیں مارشل فروخت کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ بچے شور کرتے یا روتے تو مارشل کے

جلاد نما ملازم بچوں کو کوڑے مارتے تو بچے سہم کر چپ ہو جاتے۔ مارشل انتہائی ظالم اور سفاک انسان تھا۔ اسے کسی بچے پر غصہ آ جاتا تو وہ اس بچے کو قتل بھی کر دیتا تھا۔

چار بچوں کے سمندر میں گر جانے کی وجہ سے اس کا موڈ اب خراب ہو رہا تھا چونکہ اس کا نقصان ہو گیا تھا اور اسی غصے کی وجہ سے ایک کوڑا اس نے بھی پکڑا ہوا تھا اور بلاوجہ وہ بچوں پر کوڑے برسا رہا تھا۔ جس بچے کو کوڑا لگتا اس کی چیخیں بلند ہوتیں تو اسے اور غصہ آ جاتا۔ اسی غصے میں وہ کسی اور بچے کو کوڑا مار دیتا تھا۔ جب وہ بچوں کو کوڑے مارتا مارتا تھک گیا تو وہ جہاز کے عرشے پر آ گیا مگر اس کا غصہ ابھی تک ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔

عرشے پر پہنچ کر اس نے دور تک دیکھا تو اسے ایک لکیر نظر آئی جس کا مطلب تھا کہ ان کا جہاز کسی جزیرے کے قریب پہنچ رہا ہے۔ وہ غور سے اس لکیر کو دیکھنے لگا جو آہستہ آہستہ بڑی ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے محسوس کیا کہ جہاز کی رفتار کم ہو

رہی ہے۔ پھر جزیرے کے قریب آتے آتے جہاز بھی رک گیا۔ نائب کپتان کنٹرول روم سے نکل کر عرشے پر آ گیا۔

"جہاز کیوں رک گیا ہے"۔ مارشل نے نائب کپتان سے پوچھا۔

"سر۔ لگتا ہے کہ جہاز میں کوئی خرابی ہو گئی ہے"۔ نائب کپتان نے کہا۔

"بکواس بند کرو۔ پہلے ہی چار بچوں کا نقصان ہو گیا ہے۔ اب تم جہاز کی خرابی کا کہہ رہے ہو۔ جہاز میں کوئی خرابی ہو گئی ہے تو اسے ٹھیک کرو"۔ مارشل نے غصے کی حالت میں چیختے ہوئے کہا تو نائب کپتان فوراً ہی کنٹرول روم میں چلا گیا۔ کچھ دیر بعد مارشل کا ایک ملازم ہاتھ میں پانی کا ایک گلاس اٹھائے اس کے پاس آیا اور اس نے وہ گلاس مارشل کو پیش کیا۔

"سر پانی پی لیں"۔ ملازم نے مارشل سے کہا۔ پہلے تو اس نے گھور کر ملازم کو دیکھا پھر اس کے ہاتھ سے گلاس لے کر پانی پی لیا۔ پانی بہت ٹھنڈا تھا۔ پانی پلا کر مارشل کا ملازم خالی گلاس لے کر واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جہاز کا کیپٹن کنٹرول روم سے نکل کر اس کے قریب آگیا۔

" جہاز میں کیا خرابی ہو گئی ہے کیپٹن"۔ مارشل نے کیپٹن سے قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

" معمولی سی خرابی ہے سر۔ ابھی کچھ دیر میں دور ہو جائے گی"۔ کیپٹن نے کہا۔

" چار بچے سمندر میں گر گئے ہیں جن کی وجہ سے مجھے بیس ہزار ڈالر کا نقصان ہو گیا ہے اس لئے مجھے غصہ آ رہا تھا"۔ مارشل نے کہا۔

" یس سر۔ جان نے مجھے بتایا کہ آپ غصے میں ہیں۔ بیس ہزار ڈالر کا نقصان بہت ہوتا ہے"۔ کیپٹن نے مارشل کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔ اس کا غصہ ختم کرنے کا طریقہ بھی یہی تھا۔ کیپٹن چونکہ بہت عرصہ سے اس کے ساتھ کام کر رہا تھا اس لئے اس کے مزاج کو خوب سمجھتا تھا۔

" کاروبار میں نفع نقصان تو ہوتا رہتا ہے۔ خیر اب بیس ہزار ڈالر اتنی بڑی رقم بھی نہیں ہے کہ میں غصے میں پاگل ہو جاؤں"۔ مارشل نے اس مرتبہ مسکراتے

ہوئے کہا۔

" سر آپ مسکراتے ہوئے بہت اچھے لگتے ہیں"۔ کیپٹن نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

" کیپٹن۔ تم ہمیشہ میرا غصہ ختم کر دیتے ہو"۔ مارشل نے کہا تو کیپٹن کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

" سر۔ جان کنٹرول روم میں مشینری چیک کر رہا ہے۔ میں ذرا اس کی مدد کر دوں"۔ کیپٹن نے مارشل سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کیپٹن واپس کنٹرول روم میں چلا گیا۔ مارشل عرشے پر سے سمندر اور قریب کے جزیرے کا نظارہ کرنے لگا۔ اچانک اس کی نظر اپنے بحری جہاز پر بیٹھے ہوئے ایک سنہری عقاب پر پڑی۔ مارشل عقاب پالنے کا شوقین تھا۔ اس کے پاس چار عقاب موجود تھے۔ یہ عقاب بہت ہی خوبصورت تھا۔

" کاش میں اس عقاب کو پکڑ سکوں"۔ مارشل نے سوچا۔ وہ صرف یہ سوچ ہی سکتا تھا عقاب کی طرف بڑھ نہیں سکتا تھا کیونکہ عقاب کی توجہ اس پر ہی

تھی۔ سنہری عقاب چند لمحے وہاں بیٹھا رہا۔ پھر وہ اڑ گیا۔ سنہری عقاب نے ہوا میں چکر لگائے اور جنوب کی طرف پرواز کر گیا۔ مارشل نے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین آنکھوں سے لگائی اور اس وقت تک عقاب کو دیکھتا رہا جب تک کہ سنہری عقاب دوربین کی حد سے دور نہ ہو گیا۔

کافی دیر ہو گئی تھی اور جہاز کی خرابی ابھی تک دور نہیں ہوئی تھی۔ مارشل کنٹرول روم میں گیا جہاں کیپٹن اور نائب کیپٹن مشینوں پر جھکے ہوئے تھے۔

" ابھی تک خرابی دور نہیں ہوئی"۔ مارشل نے کیپٹن سے پوچھا جو اسے دیکھ کر سیدھا ہو گیا تھا۔

" سر۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ بس کچھ ہی دیر میں خرابی دور ہو جائے گی"۔ کیپٹن نے اپنے ماتھے پر آیا ہوا پسینہ رومال سے صاف کرتے ہوئے کہا اور دوبارہ مشین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ مارشل چند لمحوں تک اسے دیکھتا رہا اور پھر دوبارہ عرشے پر آ گیا۔ وہ جزیرے کی طرف دیکھنے لگا جہاں بہت سی اقسام کے پرندے اڑ رہے تھے۔ وہ کبھی درختوں پر بیٹھتے کبھی

خشکی پر اور کبھی اڑتے ہوئے پانی تک آ جاتے تھے۔ یہ نظارہ کرتے ہوئے اسے نجانے کتنی دیر ہو گئی تھی کہ پھر اچانک وہ چونک اٹھا۔

مارشل کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کسی انسان نے جزیرے پر سے سمندر میں چھلانگ لگائی ہو۔ مارشل غور سے اس طرف دیکھنے لگا لیکن اسے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

" سردار۔ نابی جزیرے کے قریب ایک بحری جہاز رکا ہوا ہے۔ جہاز خراب ہو چکا ہے اور اس کا عملہ اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا ہے"۔ سنہری عقاب نے ٹارزن سے کہا۔

" شکریہ سنہری عقاب۔ اب تم جا سکتے ہو"۔ ٹارزن نے سنہری عقاب سے کہا تو وہ سلام کر کے جھونپڑی سے باہر اڑ گیا اور ٹارزن بچوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

" بچو۔ یہاں سے کچھ دور ایک جزیرہ ہے جس کا نام نابی جزیرہ ہے۔ تم جس بحری جہاز پر سوار تھے وہ جہاز خراب ہو کر وہاں رکا ہوا ہے۔ میں جنگل کے راستے اس جزیرے پر جاؤں تو تمہاری جدید دنیا کے وقت

کے مطابق میں وہاں ایک گھنٹے میں پہنچ سکتا ہوں۔ میں وہاں جا رہا ہوں تاکہ دوسرے بچوں کو بھی ان ظالم بردہ فروشوں سے چھڑا سکوں اور ان ظالموں کو اس ظلم کی سزا دے سکوں۔ تم پریشان مت ہونا۔ میں جلد واپس آ جاؤں گا۔ منکو بندر اس دوران تمہارے ساتھ رہے گا"۔ ٹارزن نے بچوں سے کہا تو انہوں نے سر ہلا دیا۔ ٹارزن نے اپنا خنجر نیفے میں اڑسا اور نابی جزیرے پر جانے کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔

" منکو۔ میری واپسی تک تم نے ان بچوں کے ساتھ رہنا ہے اور ان کا خیال رکھنا ہے"۔ ٹارزن نے منکو کو ہدایت کی تو اس نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا تو ٹارزن جھونپڑی سے باہر آ گیا۔ اس نے درخت کی ایک شاخ پکڑی اور اگلے لمحے وہ دوسرے درخت کی شاخ پر تھا۔ سفر کرنے کا اس کا یہ مخصوص طریقہ تھا۔ وہ اس طرح انتہائی تیز رفتاری سے سفر کرتا تھا۔ اس طرح اس کی رفتار چیتے کی رفتار سے بھی تیز ہو جاتی تھی۔

سارے جنگلوں کے تمام راستے اس کے دیکھے

بھالے تھے۔ وہ تقریباً ایک گھنٹے میں نابی جزیرے پر پہنچ گیا۔ اس نے کچھ فاصلے پر ایک جہاز کو کھڑے دیکھا۔ ٹارزن ایک بلند درخت پر چڑھ گیا۔ اس درخت پر سے ٹارزن نے جہاز کا جائزہ لیا۔ وہاں سے اسے جہاز کا عرشہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

اس عرشے پر اسے ایک انسان کھڑا دکھائی دیا جو نابی جزیرے پر اڑنے والے پرندوں کو دیکھ رہا تھا۔ ٹارزن چند لمحے جہاز کا جائزہ لیتا رہا اور پھر وہ درخت سے نیچے اتر آیا۔ جہاز پر پہنچنے کے لئے اسے کچھ فاصلہ تیر کر طے کرنا تھا۔ ٹارزن نے سمندر میں چھلانگ لگائی اور کافی نیچے تک چلا گیا۔ پانی میں نیچے تیرتے ہوئے ٹارزن جہاز تک پہنچ گیا اور پھر وہ نہایت خاموشی سے جہاز پر سوار ہو گیا۔

جزیرے پر سے نظر آنے والا انسان اب بھی عرشے پر کھڑا تھا۔ ٹارزن آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا تو اسے ٹارزن کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس نے یکدم مڑ کر دیکھا تو ٹارزن اس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ ٹارزن کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"کون ہو تم"۔ اس نے پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے اس طرح چیخنے کا مقصد یہ تھا کہ اس کے ساتھیوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے جہاز پر کوئی دشمن آگیا ہے۔ ٹارزن بھی اس کا مقصد سمجھ گیا تھا مگر ٹارزن کو اس بات کی پرواہ نہیں تھی۔ اس کے ملازموں نے اس کی آواز سن لی تھی۔ فوراً ہی چھ آدمی دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے۔ ٹارزن کو دیکھ کر انہوں نے کوڑے ایک طرف پھینک دیئے اور ریوالور نکال لئے ۔ دو آدمی اپنے لباس سے اس جہاز کے کیپٹن لگ رہے تھے۔

"کون ہو تم"۔ مارشل نے دوبارہ ٹارزن سے پوچھا۔

"تم بچوں کو اغوا کرتے ہو۔ انہیں ان کے ماں باپ سے جدا کرتے ہو اور پھر انہیں فروخت کر دیتے ہو۔ تم انتہائی گھٹیا انسان ہو۔ میں تم سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتا"۔ ٹارزن نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں اس سے کہا اور پھر ٹارزن کی لات حرکت میں آئی۔ یہ لات اس آدمی کے پیٹ میں لگی اور وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دور سمندر میں جا گرا۔ چاروں

ریوالور بردار ریوالور سیدھے کرنے لگے مگر انہیں موقع ہی نہ مل سکا۔ ٹارزن اچھلا اور ان پر جا گرا۔ وہ چاروں عرشے پر گر گئے۔ ریوالور ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئے تھے۔

ٹارزن نے ایک ریوالور اٹھایا اور ہوا میں قلابازی کھاتے ہوئے ان چاروں پر باری باری فائر کر دیا۔ وہ چاروں افراد گولیاں کھا کر تڑپنے لگے۔ ٹارزن نے ان دو کیپٹنوں میں سے ایک کو بھی گولی مار دی جبکہ دوسرا تھر تھر کانپنے لگا۔ سمندر میں جس طرف وہ انسان گرا تھا، ٹارزن نے اس طرف دیکھا تو وہاں ایک آکٹوپس موجود تھا جس نے اس آدمی کو جکڑ لیا تھا۔ ٹارزن نے اس کا انجام دیکھا تو نفرت سے منہ پھیر لیا۔

"کیا تم جہاز کے کیپٹن ہو"۔ ٹارزن نے بچ جانے والے آدمی سے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نائب کپتان ہوں"۔ کیپٹن نے کہا۔

"کیا جہاز کی خرابی دور ہو گئی ہے؟"۔ ٹارزن نے اس سے پوچھا۔

"ہاں"۔ اس نے ڈرتے ہوئے کہا تو ٹارزن نے اس

کے ماتھے پر بھی گولی مار دی۔ ٹارزن کو ان سے شدید نفرت ہو رہی تھی۔ پھر ٹارزن جہاز کے کنٹرول روم میں گیا اور اس نے جہاز سٹارٹ کر کے اس کا رخ اپنے جنگل کے ساحل کی طرف کر دیا۔ اس کے جنگل میں جدید دنیا کے بہت سے لوگ آتے رہتے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ جیسے ہی کوئی جدید دنیا سے آئے گا وہ بچوں کو ان کے ساتھ ان کی مہذب دنیا میں بھجوا دے گا۔

ختم شد

بچوں کے لئے دلچسپ اور خوبصورت کہانیاں

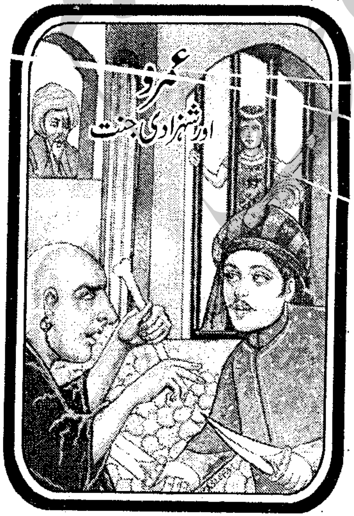

بچوں کے لئے دلچسپ اور خوبصورت کہانیاں

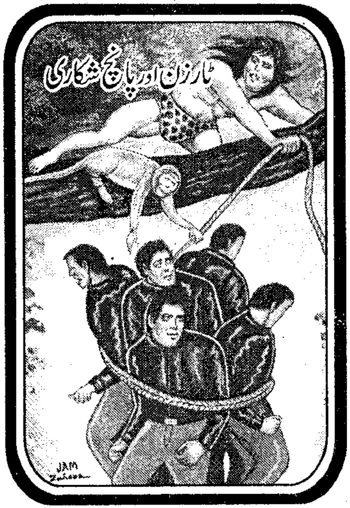

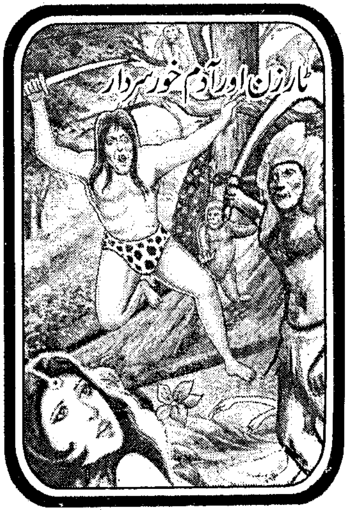

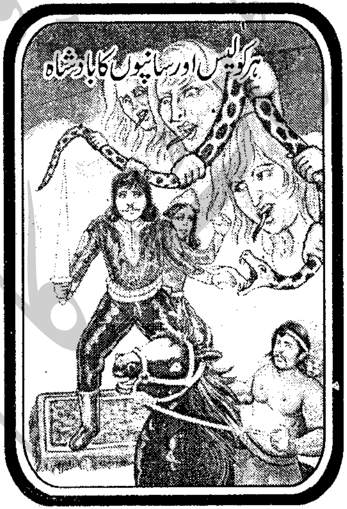

بچوں کے لئے دلچسپ اور خوبصورت کہانیاں

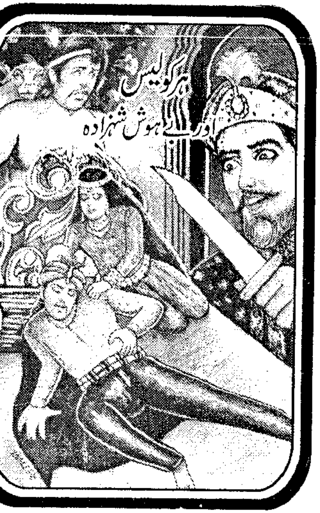
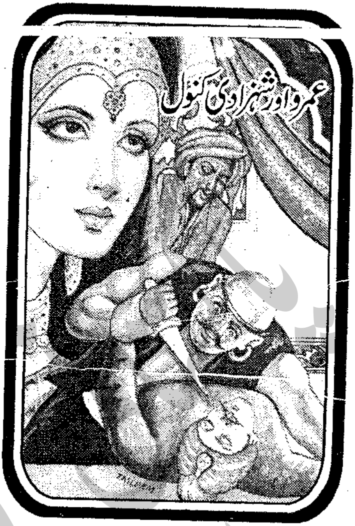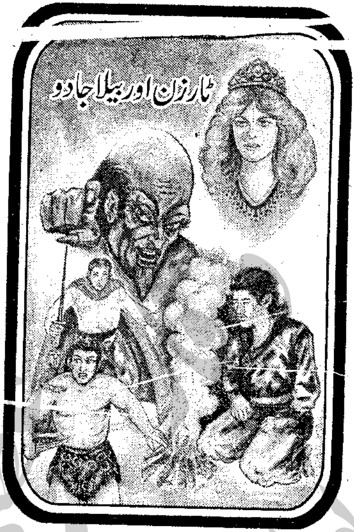
بچوں کے لئے دلچسپ اور خوبصورت کہانیاں